امام امت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

مذاہب فقہ

شاہ ولی اللہ صاحب حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ اقدس کو تشریف لے گئے تھے۔ وہاں اُنھیں جو روحانی مکاشفات و مشاہدات ہوئے، شاہ صاحب کی کتاب ''فیوض الحرمین'' ان پر مشتمل ہے۔ یہ اقتباسات اس کتاب سے ہیں:

سب مذاہب یکساں ہیں

شاہ صاحب لکھتے ہیں: ''میں روضۂ اقدس پر حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ میری طرف (روحانی طور پر) اس طرح ملتفت ہوئے کہ میں سمجھا کہ آپؐ نے اپنی چادر میں مجھے لے لیا ہے اور آپؐ نے مجھے اسرار و رموز سے آگاہ فرمایا۔''

اس حالت میں میں نے اِس بارے میں سوچ بچار کی اور یہ معلوم کرنا چاہا کہ آپؐ مذاہب فقہ میں سے کس خاص مذہب کی طرف رجحان رکھتے ہیں تا کہ میں فقہ کے اُس مذہب کی اطاعت کروں اور اُس کو مضبوطی سے پکڑوں۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ کے نزدیک فقہ کے یہ سارے کے سارے مذاہب یکساں ہیں اور اِس حالت میں جس میں کہ آپؐ اس وقت ہیں، آپؐ کی روح کے لیے یہ مناسب بھی نہیں کہ وہ مذاہب فقہ کے بارے میں اِن فروعات میں پڑے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ آپؐ کی روح کے جوہر میں تو اِن تمام فقہی فروعات کا جو بنیادی علم ہے، وہ موجود ہے اور اِس بنیادی علم سے مُراد یہ ہے کہ نفوسِ انسانی کے متعلق اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اہتمام کو جان لیا جائے جس کے پیشِ نظر انسانوں کے اخلاق و اعمال اور ان کی اصلاح ہے۔ الغرض فقہ کے تمام قوانین کی اصل بنیاد تو یہ عنایتِ الٰہی ہے۔ اِس کے بعد جیسے جیسے زمانہ بدلتا ہے، اِسی کے مُطابق اِس اصل سے نئی نئی شاخیں اور الگ الگ صورتیں بنتی چلی جاتی ہیں، چونکہ رسول اللہ ﷺ کی روح کے اصل جوہر میں فقہ کا یہ بنیادی علم موجود ہے، اِس لیے ضروری ہے کہ آپؐ کے نزدیک فقہ کے سارے مذاہب برابر ہوں اور آپؐ کی نظر میں ان میں سے ایک کو دوسرے پر کوئی امتیاز نہ ہو۔ بات دراصل یہ ہے کہ فقہ کے مذاہب گو ایک دوسرے سے مختلف ہیں، لیکن جہاں تک فقہ کے ضمن میں دینِ اسلام کے ضروری اصول و مبادی کا تعلق ہے، مذاہبِ فقہ میں سے ہر مذہب میں وہ موجود ہیں۔ مزید برآں اگر کوئی شخص فقہ کے اِن مذاہب میں سے کسی مذہب کا بھی تابع نہ ہو تو اس کی وجہ سے یہ نہیں ہوتا کہ آپؐ اس شخص سے ناراض ہوں۔ ہاں! اس سلسلے میں اگر کوئی ایسی بات ہو جس سے ملّت میں اختلاف ہو یا اِس بنا پر لوگ آپس میں لڑنے جھگڑنے لگیں اور اِن میں ناچاقی پیدا ہوجائے تو ظاہر ہے اِس سے بڑھ کر آپؐ کی ناراضگی کی اور کیا وجہ ہوسکتی ہے؟

مذاہبِ فقہ کی طرح تصوف کے تمام طریقوں کو بھی میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک یکساں پایا لیکن اِس مقام پر ایک نکتے کے بارے میں متنبہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض دفعہ ایک آدمی کو خیال گزرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں مذہب فقہ کو پسند فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ سمجھتا ہے کہ وہی مذہب فقہ برحق ومطلوب من اللہ ہے۔ اب اگر اس شخص سے فقہ کے اس مذہب کے متعلق کوئی کوتاہی ہوجاتی ہے تو اس کے دل میں یہ یقین بیٹھ جاتا ہے کہ اِس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حق میں تقصیر کی ہے۔ اِس کے بعد

یہ شخص رسول اللہ ﷺ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ اس کے اور آپؐ کے درمیان ایک بند دروازہ حائل ہے۔ چنانچہ وہ سمجھتا ہے کہ آپؐ کا یہ عتاب نتیجہ ہے میری اُس کوتاہی کا جو فلاں مذہبِ فقہ کے متعلق مجھ سے ہوئی۔ لیکن واقعہ یوں نہیں ہے۔ اس معاملہ میں اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ شخص خود رسول اللہ ﷺ کے حضور میں اس حالت میں آتا ہے کہ اس کا دل مخالفت و سرکشی سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور چونکہ خود اُس کے اندر قبولیت کی استعداد نہیں ہوتی، اِس لیے یہ اپنے سامنے فیض کا دروازہ بند پاتا ہے۔

اسی طرح بعض دفعہ ایک آدمی کو یہ خیال ہوتا ہے کہ فقہ کے یہ جو مدوّن اور مروّج مذاہب ہیں، ان سے خروج کے معنیٰ یہ ہیں کہ گویا آدمی شریعت کی حدود سے خارج ہوگیا اور اس نے احکامِ الٰہی کی اطاعت چھوڑ دی۔ چنانچہ اس ضمن میں وہ سمجھنے لگتا ہے کہ فقہ کے اِن مذاہب کے علاوہ شریعت کا کوئی قابلِ اعتماد مسلک ہی نہیں ہے۔ اِسی لیے اُس کے نزدیک اِن مذاہبِ فقہ سے خروج اطاعتِ خداوندی سے سرتابی کے مرادف یا اِس کے لوازم میں سے بن جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اس طرح کرنے سے وہ رسول اللہ ﷺ کے عتاب کا مستوجب ہوجاتا ہے۔ الغرض یہ اور اِسی طرح کے بہت سے شبہات ہیں جو اِس سلسلے میں طالب کو پیش آتے ہیں۔

حنفی مذہب کا ایک بڑا اچھا طریقہ

رسول اللہ ﷺ نے حنفی مذہب کے ایک بڑے اچھے طریقے سے مجھے آگاہ فرمایا۔ حنفی مذہب کا یہ طریقہ اِن مشہور احادیث سے جو امام بخاری اور اُن کے اصحاب کے زمانے میں جمع کی گئیں اور اُن کی اِس زمانے میں جانچ پڑتال بھی ہوئی، موافق ترین ہے۔

وہ طریقہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ کے اقوال میں سے وہ قول لیا جائے جو مسئلہ زیرِ بحث میں مشہور احادیث سے سب سے زیادہ قریب ہو۔ پھر اُن فقہائے احناف کے فتاویٰ کی پیروی کی جائے جو علمائے حدیث میں شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ بہت سی ایسی چیزیں کہ امام ابوحنیفہؒ اور اُن کے دونوں ساتھی جہاں تک کہ اُن چیزوں کے اصول کا تعلق تھا، وہ اِس معاملے میں خاموش رہے اور اُنھوں نے اُن کے بارے میں ممانعت کا کوئی حکم نہیں دیا لیکن ہمیں ایسی احادیث ملتی ہیں جن میں اُن چیزوں کا ذکر ہے۔ اِس حالت میں اِن چیزوں کا اثبات ظاہر ہے، لازمی اور ضروری ہوتا ہے۔ اعمال اور احکام میں اِس روش کو اختیار کرنا بھی مذہب حنفی میں داخل ہے۔

سنت اور حنفی فقہ میں تطبیق

اِس کے بعد خوشبو کی ایک اور لپٹ آئی اور اُس کے ضمن میں مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا کہ تمہارے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ وہ تمہارے ذریعہ اُمّتِ مرحومہ کے منتشر اجزا کو جمع کردے۔ اِس لیے یہ جو کہا گیا ہے کہ ''صدیق اُس وقت تک صدیق نہیں بن سکتا جب تک کہ ایک ہزار صدیق اُسے زندیق نہ کہیں۔'' تمھیں چاہیے کہ اِس چیز سے بچو۔ اِس کے ساتھ ساتھ تمہارے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ فروعات میں اپنی قوم کی ہرگز مخالفت نہ کرو، کیونکہ ایسا کرنا ارادۂ الٰہی کے خلاف ہے۔ بعد ازاں اِس سلسلے میں مجھ پر ایک ایسا مثالی طریقہ منکشف ہوا، جس سے مجھے سنت اور فقۂ حنفی میں تطبیق دینے کی کیفیت معلوم ہوئی اور وہ اس طرح کہ امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد میں سے جن کا قول سنت سے قریب ہو، میں اُس قول کو اختیار کروں۔ جن اُمور کو انھوں نے عام رہنے دیا ہے، میں اُن کی تخصیص کردوں۔ مسائلِ فقہ کو مرتب کرنے میں جو مقاصد اِن بزرگوں کے پیشِ نظر تھے اُن سے واقف ہوں۔ سنت سے جو عام مفہوم متبادر ہوتا ہے، میں اُس پر اپنا انحصار رکھوں اور اس معاملے میں نہ تو دُور از قیاس و

تاویل سے کام لیا جائے اور نہ یہ ہو کہ ایک حدیث کو دوسری حدیث سے بھڑایا جائے اور نہ امّت کے کسی فرد کے قول کے خیال سے نبی ﷺ کی صحیح حدیث کو ترک کیا جائے۔ سنت اور فقۂ حنفی میں باہم مطابقت دینے کا یہ طریقہ ایسا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس طریقے کو مکمل کردے تو یہ دین کے حق میں کبریتِ احمر اور اکسیرِ اعظم ثابت ہو۔

اس کے بعد خوشبو کی ایک اور لپٹ آئی اور اسی کے ذیل میں مجھے اپنے حق میں رسول اللہ ﷺ کی یہ وصیت ملی کہ میں انبیاء کے طریقے کو اختیار کروں۔ اُن کے بارہائے گراں کو اُٹھاؤں، اُن کی خلافت کے لئے کوشاں ہوں، میں لوگوں کو تعلیم و ارشاد دوں تو نرمی و شفقت سے۔ اُن کی بہبودی کے لیے دعا کروں اور خدا سے وہ چیز طلب کروں جس میں لوگوں کی ظاہری اور باطنی دونوں لحاظ سے بھلائی ہو۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو اخذ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ایک مذہب فقہ کے حق ہونے کے معنیٰ

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ملتوں اور مذاہب (فقہ) کو حق کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ یہ ملّتِ حقہ ہے یا یہ مذہب (فقہ) حق ہے۔ اب جو کسی ملّت اور مذہب (فقہ) کو حق سے موسوم کیا جاتا ہے تو اسے ایک دیکھنے والا اِس نظر سے دیکھتا ہے کہ آیا یہ ملّت یا مذہب (فقہ) اپنی واقعی صورت کے مطابق ہے یا نہیں؟ ہم نے اِس معاملے پر غور کیا کہ آخر کسی ملّت یا مذہب (فقہ) کی یہ واقعی صورت کیا ہوتی ہے کہ اگر وہ اُس کے مطابق ہے تو وہ حق ہے اور اگر وہ اُس کے مطابق نہیں تو وہ باطل ہے۔ ہم نے اِس کے دو معنیٰ معلوم کیے ہیں۔ اِن میں سے ایک تو جلی معنیٰ ہیں اور دوسرے دقیق، جن کو دُور ہی سے دیکھا جاسکتا ہے۔

جلی معنیٰ کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی اعتقادی مسئلہ ہے تو اُس کے اپنی صورتِ واقعی کے مطابق ہونے سے مُراد یہ ہے کہ خارج میں اُس مسئلے کی جو صورت ہے وہ واقعی صورت کے مطابق ہو۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ اللہ اِس اِس بات سے ناراض ہوتا ہے تو واقعۃً معاملہ ایسا ہی ہو۔ یا اگر یہ دعویٰ ہے کہ مُردوں کا حشر کے دن دوبارہ جی اُٹھنا جسمانی لحاظ سے ہوگا تو واقعہ بھی یہی ہو۔ الغرض ہر وہ حکم جس میں کہا جائے کہ یہ چیز واجب ہے اور یہ حرام تو اِس حکم کے اپنی صورتِ واقعی کے مطابق ہونے کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ ملاءِ اعلیٰ میں اس حکم کی جو صورت قائم ہے، یہ حکم اُس صورت کے مطابق ہے۔ مثال کے طور پر یہ حکم ہے کہ نماز واجب ہے۔ اب وجوبِ نماز کے حق ہونے سے مراد یہ ہوگی کہ قضا و قدر کی طرف سے ملاءِ اعلیٰ میں ایک ایسی مثالی صورت نازل ہوئی ہے جس کا خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ جو شخص نماز کو اپنا شعار بناتا ہے تو وہ مثالی صورت جو ملاءِ اعلیٰ میں قائم ہے، وہ اِس شخص کو پسند کرتی ہے اور اسی طرح جو نماز کو مضبوطی سے پکڑتا ہے تو دنیا اور آخرت دونوں میں اُس شخص کے نسمے کا ترقی کرنا ایک لازمی چیز ہوتا ہے۔ نیز نماز کی وجہ سے اِس شخص کے نسمے سے وہ تاریک اثرات جو بہیمی قوت میں نفس کے انہماک کا لازمی نتیجہ ہوتے ہیں، چھٹ جاتے ہیں۔ بالکل اِسی طرح جیسے اَدرک کھانے سے بدن میں گرمی پیدا ہوتی ہے اور ٹھنڈ کا اثر جاتا رہتا ہے۔ الغرض وجوبِ نماز کے حق ہونے کے معنیٰ یہ ہیں کہ نماز کا یہ حکم ملاءِ اعلیٰ میں اُس حکم کی جو صورت ہے، اُس کے مطابق ہو۔

یہ تو ہوا اعتقادات کا معاملہ۔ باقی رہے وہ احکام جن میں وقت اور زمانے کی قید ہوتی ہے یا ملی نظام کے پیشِ نظر ان احکام کی خاص حدود مقرر کی جاتی ہیں، جیسے نماز میں پانچ وقت کی قید ہے اور زکوٰۃ کے لیے کم سے کم دو سو درہم کا ہونا اور ان پر کامل ایک برس گزرنے کی شریعت کی طرف سے حد لگائی گئی۔ سو اِن احکام کی اپنی صورت واقعی کے مطابق ہونے

کا مفہوم یہ ہے کہ یہ جو سارے احکام ہیں، اُن کی ایک اصل ہے اور اِس ایک اصل سے اِن احکام کے تمام قالب اور اُن کے اشباح نکلتے ہیں اور اِس اصل اور احکام کے اِن قالبوں میں ایک تشبیہی وجود پایا جاتا ہے جو ملاءِ اعلیٰ کے مدارک میں قائم ہے۔ اب اِس تشبیہی وجود کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تشبیہی وجود کبھی اصل بن جاتا ہے اور کبھی یہ اصل تشبیہی وجود ہوجاتا ہے۔ جب کوئی ملّت اپنے اِس تشبیہی وجود کے مطابق ہوتی ہے تو اُس وقت کہا جاتا ہے کہ یہ ملّتِ حقّہ ہے۔

اِسی طرح جب یہ کہا جاتا ہے کہ فقہ کا یہ مذہب، مذہبِ حق ہے تو اِس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اِس مذہب کے احکام ایک تو جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، آپؐ کے اِن ارشادات کے اصل مقصود کے مطابق ہیں اور دوسرے رسول اللہ ﷺ کے بعد کا وہ زمانہ جس کے مشہود بالخیر ہونے پر سب کا اتفاق ہے، اُس زمانے میں جس طریقے پر عمل ہوتا تھا، اِس مذہب فقہ کے احکام اُس طریقے کے مطابق ہوں۔ نیز اگر کوئی فقہ کا ایسا مسئلہ ہے کہ اس کے متعلق نہ تو کوئی نصِ قرآنی موجود ہے اور نہ کوئی حدیث تو اس مسئلے کے حق ہونے کی صورت یہ ہوگی کہ اِس ضمن میں تمام قرائن اِس امر پر دلالت کریں کہ اگر رسول اللہ ﷺ اِس مسئلے پر گفتگو فرماتے تو ظنِ غالب یہی ہے کہ وہ اِس کے علاوہ اور کچھ نہ فرماتے۔ پھر فقہ کے اِس مسئلے کے استخراج اور استنباط میں اِس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ نصوص سے استخراج اور استنباط کی وجہ ظاہر اور واضح ہو کہ اسالیبِ کلام سے واقف اور احکامِ شرع میں شارع علیہ السلام کے پیشِ نظر جو مقاصد تھے، اُن کا جاننے والا اِس مسئلے کو دیکھے تو اُس کو اِس مسئلہ کے طریقہ استخراج و استنباط کے صحیح ہونے پر شک نہ گزرے۔ الغرض مذاہب فقہ کے حق ہونے کی یہ شکل ہے۔

اب رہے ملّتوں اور مذاہب کے حق ہونے کے دوسرے معنیٰ جو دقیق ہیں اور اُن پر دُور ہی سے نظر پڑ سکتی ہے تو اُن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

ذاتِ حق نے چاہا کہ وہ دُنیا کی اقوام میں سے کسی قوم کے بکھرے ہوئے اجزا کو جمع کرنے کے لیے اپنے بندوں میں سے کسی برگزیدہ بندے کو یہ الہام کرے کہ وہ ایک ملّت کی تشکیل عمل میں لائے۔ اِس طرح یہ بندہ ذاتِ حق کے ارادے کا خادم، اُس کی تدبیر کو برسرِکار لانے کا ذریعہ اور اُس کی مددِ غیب کے فیضان کا موضوع بن جاتا ہے اور اِس بارے میں ذاتِ حق کی طرف سے یہ ارشاد ہوتا ہے کہ جس نے اس برگزیدہ بندے کی اطاعت کی تو گویا اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے اُس کی نافرمانی کی، اُس نے گویا اللہ کی نافرمانی کی۔ چنانچہ ایک زمانے میں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اُس کی اِس تدبیرِ خصوصی میں جو اس بندے کے ذریعہ دُنیا میں برسرِکار آتی ہے، محدود ہوجاتی ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب بھی اُس کی اِس تدبیر کی مخالفت کے ساتھ ساتھ مخصوص ہوجاتا ہے۔ الغرض جب کسی ملّت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ امتیاز حاصل ہوتا ہے تو اُس ملّت کے سارے کے سارے احکام حق سے موسوم ہوتے ہیں اور اِن احکام کو حق سے موسوم کرنے میں جو بات پیشِ نظر ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ اس زمانے میں احکام کی صرف اسی نہج اور اُن کے اِسی قالب ہی میں اللہ تعالیٰ کی تدبیر مصروفِ کار ہوتی ہے۔

بعض دفعہ یہی کیفیت فقہ کے ایک خاص مذہب کی بھی ہوجاتی ہے اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی وہ عنایت جو ایک ملّت کی حفاظت کی طرف متوجہ ہوتی ہے، وہ اِس سلسلے میں بعض اسباب کی وجہ سے فقہ کے ایک خاص مذہب کو اپنا مقصود بنالیتی ہے۔

اِن اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ اِس زمانے میں اِسی مذہب فقہ کو ماننے والے ہی ملّت کی حفاظت کرنے والے ہوں یا مثلاً ایک مُلک میں ایک فقہی مذہب کے تمام کی

تمام پیرو ہیں اور اُن کا یہی فقہی شعار خاص و عام میں حق و باطل کے لیے وجہ امتیاز بن گیا ہے۔ اس حالت میں ملاءِ اعلیٰ اور ملاءِ سافل میں اِس ملّت کا جو وجود تشبیہی ہے، وہ ایسی صورت اختیار کر لیتا ہے، جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ملّت دراصل اِسی فقہی مذہب سے عبارت ہے۔ اِس طرح ملاءِ اعلیٰ اور ملاءِ سافل کے مدارک میں ملّت کے احکام اسی فقہی مذہب کی مخصوص صورتوں میں مقید ہوجاتے ہیں چنانچہ اس طرح یہ فقہی مذہب، مذہب حق بن جاتا ہے اور اُس کے حق ہونے کا مدار ملاءِ اعلیٰ اور ملاءِ سافل کے اُس وجود تشبیہی پر ہوتا ہے جس کا ذکر ابھی ہوچکا ہے۔

الغرض کسی ملت یا مذہب (فقہ) کے حق ہونے کے جو معنیٰ ہیں اور اِن معنوں کے جو دو پہلو ہیں تو جہاں تک اِن معنوں کے جلی پہلو کا تعلق ہے اُس تک تو ''راسخین فی العلم'' گروہ اپنے علم کے ذریعہ اور اہلِ استنباط کی جماعت اپنے استنباط سے پہنچ جاتی ہے، لیکن جو ان معنوں کا دقیق پہلو ہے اس تک تو صرف نُورِ نبوّت کی مدد سے ہی رسائی ممکن ہے اور اِس نُورِ نبوّت کی خصوصیت یہ ہے کہ اِس کی وجہ سے اُس تدبیر الٰہی کے احکام کا، جس کے زیرِ تصرّف سارے کے سارے انسان ہیں، انکشاف ہوسکتا ہے اور چونکہ نُورِ نبوّت کا حصول عام چیز نہیں ہے، اِس لیے یہ پہلو جلی نہیں بلکہ دقیق ہے اور اِس پر دُور ہی سے نظر ڈالی جاسکتی ہے۔

حنفی مذہب فقہ کی باقی مذاہب فقہ پر ترجیح

مجھے دکھایا گیا کہ حنفی مذہب میں ایک عمیق راز ہے چنانچہ میں اس عمیق راز کو برابر غور سے دیکھتا رہا اور میں نے اِس میں وہ بات پائی جس کا ذکر میں پہلے کرچکا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ کسی فقہی مذحب کے حق ہونے کا جو دقیق پہلو ہے، اُس کے لحاظ سے آج اِس زمانے میں حنفی مذہب کو باقی سب مذاہب فقہ پر ترجیح حاصل ہے۔ گو بعض دوسرے مذاہب فقہ کسی مذہب کے حق ہونے کا جو جلی پہلو ہے، اِس اعتبار سے حنفی مذحب پر ترجیح رکھتے ہیں۔ میں نے اِس ضمن میں اِس بات کا بھی مشاہدہ کیا کہ حنفی مذہب کا یہی وہ عمیق راز ہے جس کو بسا اوقات ایک صاحبِ کشف کسی حد تک اِدراک کرتا ہے اور اپنے اِسی اِدراک کی بنا پر وہ حنفی مذہب کو باقی تمام مذاہب فقہ پر ترجیح دیتا ہے۔ کبھی کبھی اِس صاحبِ کشف کو اِس امر کا الہام بھی ہوتا ہے کہ وہ مذہب حنفی کا سختی سے پابند ہو اور کبھی یہ صاحبِ کشف رویا میں کوئی ایسی چیز دیکھتا ہے جو اُسے مذہبِ حنفی کو اختیار کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ بہرحال اِس مسئلے کی اصل حقیقت وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کردی۔ تمہیں چاہیے کہ تم اِس حقیقت کو مضبوطی سے پکڑو اور اِس پر خوب غور و تدبّر کرو۔

اقوال

☆ مؤمن اپنے اہل و عیال کو اللہ کے سپرد کرتا ہے۔

☆ لوگوں سے اپنی حاجات طلب کرنا، اپنی عزت اور وقار کو مجروح کرنا ہے۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ سے طلب کرو، اس سے سربلند ہوجاؤ گے۔

☆ جس نعمت پر شکر نہ ادا کیا جائے، وہ پائدار نہیں ہوتی۔

☆ پہلے ہی زبان پر احتیاط کرو تاکہ بعد میں معذرت کرنے کی ندامت پیش نہ آئے۔

☆ کسی کا برا چاہنے والا بالآخر خود مصیبت میں پھنس جاتا ہے۔